© rasailojaraid.com

معاشی مساوات کا اسلامی نظریہ

(مولانا) مفتی احسان اللہ حقانی
استاذ جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان
ومدیر مسئول سہ ماہی مجلّہ ''المباحث الاسلامیہ'' (اردو)

نمبر شمار	مضامین
1	موضوع کا تعارف
2	موضوع کی اہمیت
3	موضوع کا تفصیلی جائزہ
4	تشریح صاحب روح المعانی
5	تشریح تفسیر الکشاف
6	انسداد نزاع کیلئے ملکیت کا تسلیم
7	حاجت سے زیادہ مال رکھنا بہتر نہیں
8	معاشی مساوات کے اقسام

نمبر شمار	مضامین
	فصل اول
9	اشتراکیت کی تعریف
10	اسلامی معاشی مساوات اور اشتراکیت میں فرق
	فصل ثانی
11	حاجات اصلیہ کا تعین
12	حضرت عمرؓ کا اپنے لئے مقرر کردہ حاجات اصلیہ
13	فقراء کے ساتھ تعاون کرنے کے اسلامی تعلیمات
14	کسب معاش کی اہمیت
15	قدرتی اشیاء کی ابتدائی ملکیت کا اسلامی تصور

الحمد للہ علی نعمۃ الاسلام والصلوۃ والسلام علی سید الانام وعلی آلہ واصحابہ الغرر الکرام، اما بعد؛؛؛

موضوع : معاشی مساوات کا اسلامی نظریہ:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی گزارنے کے مکمل اصول وضوابط اور قواعد وقوانین اللہ تعالی کی طرف سے قرآن مجید کی صورت میں انسانوں کو ملے ہیں۔ اور حضور اقدس ﷺ نے انسانی صورت میں پوری انسانیت کو سمجھانے کیلئے قرآن مجید کی عملی تشریح کی ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن مجید میں حیات انسانی کے مختلف شعبوں اور متفرق پہلوؤں سے متعلق عملی شکل میں جو ہدایات ہیں، سیرت محمدیہ ﷺ کی شکل میں وہ عملی صورت میں جلوہ گر ہیں۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ قرآن مجید کی کامل ترین مظہر اور روشن ترین عملی نمونہ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بندہ ارشادات باری تعالیٰ، اقوال سرور پاک ﷺ اکابرین حضرات کے فرمودات کی روشنی میں اور اپنے مشفق و مہربان اساتذہ کرام کے زیرنگرانی ''معاشی مساوات کا اسلامی نظریہ'' کے موضوع پر کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ پر بسم اللہ کرتا ہے۔

موضوع کا تعارف :

معاشی مساوات کے اسلامی نظریہ سے یہ مراد نہیں کہ افراد معاشرہ کے درمیان رزق و مال کی کامل برابری ہو، بایں صورت کہ جتنا اور جیسا ایک فرد کے پاس رزق حلال ہے، اتنا اور ویسا سب کے پاس ہو۔ کیونکہ اس قسم کی مساوات جہاں غیر فطری اور ناقابل عمل ہے وہاں قطعاً غیر اسلامی بھی ہے۔

رزق کمانے کی جو علمی اور عملی صلاحیتیں، دماغی، جسمانی قوتیں اور کوششیں ہیں، وہ سب انسانوں کی برابر نہیں بلکہ ان کے اندر فرق ہے۔ ان کے نتیجے میں حاصل ہونے والے رزق میں کیسے برابری ہو سکتی ہے۔ اور ایسے فرق و اختلاف کو کیسے مٹایا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ نحل میں واضح بیان ہے و اللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق (سورۃ النحل 71)
ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت و برتری عطاء فرمائی ہے۔ بعض کو رزق کم اور بعض کو زیادہ دیا۔ (ترجمہ از شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

ارشاد رب العزت ہے نحن قسمنا بینھم فی الحیوۃ الدنیا و رفعنا بعضھم فوق بعض درجات لیتخذ بعضھم بعضا سخریا (سورۃ الزخرف 43) ترجمہ: ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی انکی، دنیا کی زندگانی میں، اور بلند کردئے درجے بعض کے بعض پر کہ ٹھہراتا ہے ایک دوسرے کو خدمتگار (ترجمہ از شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے إن ربک یبسط الرزق لمن یشاء (سورۃ بنی اسرائیل 30) ترجمہ: تیرا رب کھول دیتا ہے روزی، جس کے واسطے چاہے (ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

غرض یہ کہ معاشی مساوات سے مراد افراد معاشرہ کے درمیان رزق و مال میں برابری نہیں بلکہ بنیادی معاشی ضروریات جو حق معیشت کے نام سے متعارف ہیں، جن کے بغیر عام طور پر ایک انسان اپنی طبعی عمر تک نہ امن و امان کے ساتھ رہ سکتا ہے اور نہ اپنی دینی و دنیاوی فرائض ٹھیک طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔ جس کے انجام کرنے پر معاشرہ کے زندگی گزارنے اور بقاء کا دارومدار ہے۔ بالفاظ دیگر معاشرے کے ہر فرد کو گو سادہ طریقے سے سہی لیکن کھانے پینے کی مناسب غذا، پہننے کیلئے لباس اور رہنے کیلئے گھر میسر ہو۔ نیز اس کیلئے ایک حد تک تعلیم اور علاج کا بھی مناسب انتظام ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موضوع کی اهمیت:

موجودہ دور میں اسلام کو عبادات اور عقائد کے حدود تک محدود کرنے کی خاطر کئی قسم کے منصوبے چل رہے ہیں اور اپنے آپ کو عقلمند اور ماڈرن دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کیلئے یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ:

اسلام ہمارا عقیدہ ، جمہوریت ہماری سیاست اور سوشلزم ہماری معیشت ہے۔

تو اس بات کی وضاحت لازمی اور ضروری ہے کہ اسلام صرف عبادات وعقائد تک محدود ہے یا شعبہ ہائے زندگی کے جملہ شاخوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔

اور اس طرح جس نظریہ کا نام معاشی مساوات ہو، اور درمیان میں اگر اسلام کا سراسر دشمن ہو تو اس کو اسلام کا قریب ترین نظریہ پیش کرنا اور مسلمانوں کے سادہ طبقے کو اس بنیاد پر دھوکہ دینا کہ درجات میں تفاوت کو ختم کیا جائے۔ تو ضروری ہے کہ اسلام جو معاشی مساوات کا نظریہ پیش کرتا ہے، اس کی وضاحت ہو جائے۔ تاکہ جو دینی سیاسی تنظیمیں جس معاشی مساوات کے دعویدار اور علمبردار ہیں، اس کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے اسلامی نظریہ مساوات کی حقیقت کا جائزہ ضروری ہے۔

موضوع کا تفصیلی جائزہ :

اس مسئلہ کی وضاحت قرآن مجید کی آیات کریمہ، مفسرین حضرات اور محققین نے تفصیلی وضاحت کی ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا (سورة البقرة 29) ترجمہ: وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے ولکم فی الارض مستقر و متاع إلی حین (البقرة 36)
ترجمہ: اور تمہارے زمین میں ٹھکانہ ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

سورة هود میں ارشاد ہے وما من دآبة فی الارض إلا علی اللہ رزقها (هود 12) ترجمہ: اور کوئی نہیں رینگنے، چلنے والا زمین پر مگر اللہ تعالی پر ہے اس کی روزی۔ یعنی اللہ تعالی کے ذمہ ہے اس کا رزق (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

سورة الحجر میں فرمان بزرگ وبرتر [illegible] مددنها و ألقینا فیها رواسی و انبتنا فیها من کل شیء موزون وجعلنا لکم فیها معایش ومن لستم له برازقین (سورة الحجر 20,19) ترجمہ: اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور رکھدئے اس پر بوجھ اور اگائی اس میں چیز (یعنی اس میں توازن کے ساتھ ہر چیز اگائی) اور اس میں تمھارے لئے سامان معاش رکھا اور ان کیلئے بھی جن کو تم روزی دینے والے نہیں۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

سورة الذاريات میں ارشاد خداوند تعالی ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون (سورة الذاریات 22) ترجمہ: اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورۃ الانعام میں فرمان ہے ولا تقتلوا أولادكم من املاق نحن نرزقكم وایاھم (سورۃ الانعام 151) ترجمہ: اور افلاس کی ڈر سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالا کرو ہم ہی تمھیں بھی روزی دیتے ہیں اور انھیں بھی۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

سورۃ نمل میں ارشاد ربانی ہے ومن یرزقكم من السماء والارض ء اله مع الله (سورۃ النمل 64) ترجمہ: اور کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ تعالی کے ساتھ؟ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

سورۃ الذاریات میں ارشاد باری تعالی ہے إن الله هو الرزّاق ذو القوة المتين (سورۃ الذاریات 58) ترجمہ: اور اللہ تعالی جو ہے وہی رزق دینے والا اور مضبوط ہے۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

علامہ محمد آلوسیؒ اسطرح تشریح فرماتے ھیں: إن الله فضّل بعضًا على بعض فى الرّزق وإن المفضلين لا يردون من رزقهم على دونهم شيئا وإنما أنا رازقهم فالمالک والمملوک فى أصل الرزق سواء وإن تفاوتا كمّا وكيفًا (تفسير روح المعانى 215/1) ترجمہ: اللہ تعالی ہی نے ایک کو دوسرے پر رزق میں فضیلت یعنی زیادتی دی ہے۔ جن حضرات کے پاس رزق زیادہ ہے وہ دوسرے لوگوں کے رزق کو کم نہیں کرتے۔ پس تحقیق رازق میں ہی ہوں۔ بس مالک اور غلام اصل رزق میں برابر ہیں۔ اور جو تفاوت ہے وہ مقدار کے اعتبار سے ہے۔

مولانا سیوھاریؒ فرماتے ھیں کہ: ان آیات میں بغیر کسی تخصیص کے ہر انسان کو خطاب ہے کہ اسباب معیشت اور معیشت، اللہ تعالی کی طرف سے ہر جاندار کو برابر کا حق ہے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام 47 مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ زمخشریؒ اس طرح تشریح فرماتے ھیں: فكان ينبغى أن تردوا فضل ما رزقتموه عليهم حتى تستاووا فى الملبس والمطعم كما يحكى عن أبى ذرّ أنه سمع النبى صلی اللہ علیہ وسلم يقول: إنما هم إخوانكم فاكسوهم مما تلبسون واطعموهم مما تطعمون (تفسير الكشاف 419/2 مكتبه البابى مصر) ترجمہ: کہ مناسب یہی ہے کہ ضرورت سے زیادہ اشیاء غرباء میں تقسیم کردی جائے تا کہ بنیادی ضروریات سب کو مہیا ہوں۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ تحقیق وہ ہمارے بھائی ہیں ان کو وہ کپڑا پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ اور وہ کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔

امام حریت حضرت شیخ الھندؒ فرماتے ھیں: کہ جملہ اشیاء بفرمان واجب الاذعان خلق لكم ما فى الارض جميعا (سورۃ البقرۃ 29) یعنی غرض خداوندی تمام اشیاء سے پیدائش کی رفع حاجات جملہ ناس ہیں اور تمام بنی آدم کی مملوک ہوتی ہیں اور کوئی شیء فی حمد ذاتہ کسی کی مملوک خاص نہیں، بلکہ ہر شیء اصل خلقت میں جملہ ناس میں مشترک ہے اور من وجہ سب کی مملوک ہے۔ (کتاب ایضاح الادلۃ: مولانا محمود حسن الدیوبندی قدیمی کتب خانہ کراچی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انسداد نزاع کیلئے ملکیت کا تسلیم کرنا ناگزیر ہے۔

ہاں بوجہ رفع نزاع وحصول انتفاع قبضہ کو علت ملک قرار دیا ہے۔ جب تک کسی شیء پر ایک شخص کا قبضہ تامہ مستقلہ باقی رہے اس وقت تک کوئی اس میں دست اندازی نہیں کرسکتا۔ ہاں خود مالک وقابض کو چاہئے، کہ اپنی حاجات سے زائد پر قبضہ نہ رکھے بلکہ اس کو اوروں کے حوالہ کردے کیونکہ باعتبار اصل اوروں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں۔ (کتاب ایضاح الادلۃ: مولانا محمود حسن الدیوبندی قدیمی کتب خانہ کراچی)

حاجت سے زیادہ مال رکھنا بہتر نہیں:

یہی وجہ ہے کہ مال کثیر حاجت سے زائد جمع رکھنا بہتر نہ ہوا، گو زکواۃ اداء کردی جائے۔ اور انبیاء وصلحاء اس سے بغایت مجتنب رہے ہیں۔ چنانچہ احادیث سے یہ بات واضح ہے بلکہ بعض صحابہؓ وتابعینؒ نے حاجت سے زیادہ جمع رکھنے کو حرام ہی فرمادیا۔ بہر کیف غیر مناسب وخلاف ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں سواس کی وجہ یہی ہے کہ زائد علی الحاجۃ سے اس کی تو کوئی غرض نہیں اور اوروں کی ملک من وجہ اس میں موجود ہے تو گویا وہ شخص مذکور من وجہ مال غیر پر قابض ومتصرف ہے۔ اور اس کا حال بعینہ مال غنیمت کا سا تصور کرنا چاہئے۔ وہاں قبل تقسیم یہی قصہ ہے کہ کل مال غنیمت تمام مجاہدین کا مملوک سمجھا جاتا ہے۔ مگر بوجہ رفع ضرورت وحصول انتفاع بقدر حاجت ہر کوئی مال مذکور سے منتفع ہوسکتا ہے۔ ہاں حاجت سے زائد جو رکھنا چاہے اس کا حال آپ کو بھی معلوم ہے کہ کیا ہونا چاہئے۔ (کتاب ایضاح الادلۃ: مولانا محمود حسن الدیوبندی قدیمی کتب خانہ کراچی) اور ان آیات کریمہ کی تفسیر دوسرے آیات کریمہ میں اور وضاحت سے ذکر ہے جیسا کہ:

سورۃ حم السجدہ میں ارشاد باری تعالی ہے وجعل فيها رواسي من فوقها وبارك فيها وقدر فيها أقواتها في أربعة أيام سواء للسائلين (سورۃ حم السجدة 10)

صاحب تفسیر مظہریؒ فرماتے ہیں: اور اس نے زمین میں اس سے اوپر پہاڑ بنادئے اور اس (زمین) میں فائدہ کی چیزیں رکھ دیں اور اس میں اس کے رہنے والوں کی غذائیں تجویز کردیں چار دن میں (یہ سب کچھ ہوا جو شمار میں) پورے ہیں۔ پوچھنے والوں کیلئے۔ (تفسیر مظہری اردو مولانا سید عبدالدائم الجلالیؒ 267/10 دارالاشاعت کراچی)

حضرت سیوہاریؒ اس طرح ترجمہ فرماتے ہیں: اور اس میں ان کی خوراکیں ہیں جو برابر ہیں (بلحاظ طلب معیشت) سب حاجت مندوں کیلئے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام 47 مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ تشریح فرماتے ہیں: گویا زمین کو حق تعالی نے اس پر بسنے والے انسانوں اور جانوروں کی تمام ضروریات غذا، مسکن اور لباس وغیرہ کا ایک عظیم الشان گودام بنادیا ہے، جس میں قیامت تک آنے اور بسنے والے اربوں، کھربوں انسانوں اور لاتعداد جانوروں کی سب ضروریات رکھدی ہیں۔ وہ زمین کی پیٹ میں بڑھتی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حسب ضرورت قیامت تک نکلتی رہیں گی۔انسان کا کام صرف یہ رہے گا کہ اپنی ضروریات کو زمین سے نکال کر اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کرے (تفسیر معارف القرآن 633/7)

اوراس طرح احادیث مبارکہ میں ان آیات کی تشریح اوراس موضوع کی وضاحت کے بارے میں واضح الفاظ موجود ہیں۔چنانچہ: صحیح مسلم کی روایت ہے عن أبی سعید الخدریؓ أن رسول اللہ ﷺ قال من کان معہ فضل ظھر فلیعد بہ علی من لا ظھر لہ ومن کان لہ فضل من زاد فلیعد بہ علی من لا زاد لہ قال فذکر من أصناف المال ما ذکر حتی رأینا أنہ لا حق لأحد منا فی فضل (صحیح مسلم کتاب اللقطۃ) ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جن کے پاس قوت وطاقت کسی سامان اپنی حاجت سے زائد ہوں ان کو چاہے کہ اس فاضل مال کو کمزور کو دُے۔اور جس شخص کے پاس سامان خوردونوش حاجت سے زائد ہوں اس کو چاہے کہ فاضل سامان نادار اور حاجت مند کو دے دے۔حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مختلف انواع مال کا ذکر فرمارہے حتی کہ ہم نے یہ گمان کرلیا کہ ہم میں سے کسی شخص کو اپنے فاضل مال پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں۔(اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی 48 مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں لو استقبلت من أمر ما استدبرت لأخذت فضول أموال الأغنیاء فقسمتھا علی فقراء المھاجرین (کتاب المحلی سعید بن حزم 6/ 158,157) ترجمہ: جس بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے اگر اس سے پہلے اندازہ ہوتا تو کبھی تاخیر نہ کرتا اور بلا شبہ ارباب ثروت کی فاضل دولت لے کر فقراء مہاجرین میں بانٹ دیتا (اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی 48 مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت ابوعبیدۃ بن الجراحؓ کا قول: وصحّ عن أبی عبیدۃ بن الجرّاح وثلاث مائۃ من الصحابۃ أنّ زادھم فنی فأمرھم أبو عبیدۃ بن الجرّاح فجمعوا زوادھم فی مزودین ویقوتھم ایاھا علی السواء (کتاب المحلی سعید بن حزم 6/ 158,157) ترجمہ: حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور تین سو صحابہ کرامؓ سے متعلق یہ روایت صحت کو پہنچ چکی ہے کہ ایک موقع پر اس کا سامان ختم کے قریب آگیا۔پس حضرت ابوعبیدہؓ نے حکم دے دیا کہ جس جس کے پاس جس قدر سامان موجود ہے، وہ حاضر کرو، اور پھر سب کو یکجا کر کے ان سب میں برابر تقسیم کر کے سب کو قوت لا یموت کا سامان دیدیا۔

(اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی 48 مکتبہ امدادیہ ملتان)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان ارشادات کے علاوہ سامان ضرورت غرباء تک پہنچانے کے بارے میں محدثین، مفسرین اور فقہاء حضرات نے محنت ومشقت کرکے مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے۔ چنانچہ :-

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: عن محمد بن علی أنه سمع علیّ بن أبی طالب يقول إن الله تعالى فرض على الأغنياء في أموالهم بقدر ما يكفي فقرائهم فإن جاعوا أو عروا وجهدوا فبمنع الأغنياء وحق على الله تعالى أن يحاسبهم يوم القيامة ويعذبهم عليه (كتاب المحلى سعيد بن حزم 6 /158,157) ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اہل دولت کے اموال پر ان کے غریبوں کے معاشی حاجت کو بدرجہ کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے۔ پس اگر وہ بھوکے، ننگے یا معاشی مصائب میں مبتلا ہوں گے وہ محض اسلیئے کہ اہل ثروت اپنا حق ادا نہیں کرتے اور اسلیئے اللہ تعالی قیامت کے دن اس سے باز پُرس کرے گا۔ اس کوتاہی پر ان کو عذاب دے گا۔ (اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی 48)

حضرت امام بخاریؒ فرماتے ھیں: عن أبی موسى قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم إن الأشعريين إذا أرملوا في الغزو أو قلّ طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد ثم اقتسموا بينهم في إناء واحد بالسوية فهم مني وأنا منهم (صحیح البخاری كتاب الشركة) ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ اشعر کے لوگوں کا یہ معمول تھا کہ جب جنگ کی حالت میں خوراک کی کمی محسوس کرتے۔ یا امن کی حالت میں مدینہ میں قحط وغیرہ کی وجہ سے خوراک کی کمی کا مسئلہ سامنے آجاتا تو ان کے پاس جو بھی سامان خوراک ہوتا، ایک جگہ ایک کپڑے میں جمع کرتے۔ پھر ایک پیمانے سے اپنے درمیان برابر تقسیم کر لیتے۔ پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (اسلامی اقتصادیات سے متعلق چند اصولی باتیں مولانا محمد طاسین 35)

المعجم الکبیر للطبرانی میں روایت ھے: عن أبی أمامة قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول إن تبذل الفضل خير لك وإن تمسكه شر لك (المعجم الكبير لسليمان بن أحمد الطبراني حديث نمبر 7625 الجزء الثامن) ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یقین کر کہ تیرا اپنی ضرورت سے زائد مال کو ضرورت مندوں پر خرچ کر دینا تیرے لئے خیر اور بہتر ہے اور اسے روکھنا تیرے لئے شر اور بُرا ہے'' (اسلام کا اقتصادی نظام، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کنز العمال میں حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ : عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال أوحی إلیّ کلمات دخلن فی أذنی وقرن فی قلبی أمرت أن لا أستغفر لمن مات مشرکا ومن أعطی فضل ماله فهو خیر له ومن أمسک فهو شرّ له ولا یلوم اللّٰه علی کفاف (کنز العمال :تحقیق محمود عمر الدیباطی جلد 3 حدیث نمبر 16161 دار الکتب العلمیه بیروت) ترجمہ: حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے طرف چند کلمات وحی کیے گئے جو میرے کان میں داخل ہوکر میرے دل میں ٹھر گئے۔ ایک یہ کہ میں اس کیلئے مغفرت نہ چاہوں جو شرک کرکے مرا ہو۔ اور دوسری بات یہ کہ میں کہہ دوں کہ جس نے اپنا زائد مال ضرورت مندوں کو دیدیا، وہ اس کیلئے بہتر ہے اور جس نے روک رکھا، وہ اس کیلئے بُرا ہے اور یہ کہ بقدر کفایت رکھنے پر اللہ تعالیٰ ملامت نہیں کرتے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی)

الجامع الکبیر للسیوطیؒ میں حضرت علیؓ کا قول ہے کہ : إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی خطبة طوبی لمن أنفق الفضل من ماله و أمسک الفضل من قوله (الجامع الکبیر للسیوطی 65/2) ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک خطبے میں فرمایا کہ خوش بختی ہے اس کیلئے جس نے اپنا فاضل مال خرچ کیا اور جس نے فضول باتوں سے اپنے آپ کو روکا۔

مشہور محدّث ابن حزم ظاہریؒ فرماتے ہیں : وفرض علی الأغنیاء من أهل کل بلد ان أن یقوموا بفقرائهم ویجبرهم السلطان علی ذلک إن لم تقم الزکوة بهم ولا فی سائر أموال بهم فقال لهم بما یأکلون من القوت الذی لابدّ منه ومن اللباس للشتاء والصیف بمثل ذلک وبمسکن یکسهم من المطر والصیف والشمس وعیون المارة ترجمہ: اور ہر ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غرباء کے معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور اگر مال فیء (بیت المال کی آمدنی) غرباء کی معاشی کفالت کو پوری نہ ہوتی ہو تو سلطان ان ارباب دولت کو اس کفالت کیلئے مجبور کرسکتا ہے اور ان کے زندگی کے اسباب کیلئے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے کہ ان کی ضرورت کے مطابق روتی مہیا ہو۔ پہننے کیلئے گرمی اور سردی دونوں موسم کے لحاظ سے لباس فراہم ہو۔ اور رہنے کیلئے ایک ایسا مکان ہو جو اس کی ضروریات کیلئے اور دفاع یعنی ان کو بارش، گرمی دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھ سکے۔ (المحلی لابن حزم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان نصوص قرآن مجید، احادیث مبارکہ، حضرات محدثین اور فقہاء کرام کے روایات سے کس قدر صاف اور واضح الفاظوں میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ:

مذہب اسلام نے بنیادی ضروریات ہر انسان تک پہنچانے کا کتنا اہم اور زبردست قانون بنایا ہے۔ جو نہ تو سرمایہ دارانہ نظام ہے کہ جملہ معیشت پر سرمایہ داروں کا قبضہ ہو کر غریب کو ایک گھونٹ کا پانی پینے کو نہ ملے۔ اور نہ ہی اشتراکیت (سوشلزم) کا وہ ظالمانہ نظام ہے جو تفاوت درجات ختم کرنے کے نام پر اللہ تعالی سے بالکل لاتعلق بناتے ہیں۔ اور ظاہری الفاظوں سے لوگوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنے کے درپے ہیں۔ کہ جملہ معیشت پر حکومت کا قبضہ ہو اور حکومت ہی سے ہر فرد کو برائے نام بنیادی ضروریات مہیا کرنے کا دعوی ہو۔

اسلام اور سوشلزم میں فرق معلوم کرنے کیلئے کہ اسلام کون سے معاشی مساوات کا درس دیتے ہیں اور سوشلزم کا کیا پروگرام ہے، درجات معیشت اور حق معیشت اور اس کے اقسام کی پہچان ناگزیر ہے۔

معاشی مساوات کے اقسام:

معاشی مساوات کے اقسام سے مطلب یہ ہے کہ اسلام کون سے معاشی مساوات سے بحث کرتا ہے اور سوشلزم جس معاشی مساوات کا نعرہ لگاتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالی نے کائنات کا ابتداء وانتہاء کا جو تکوینی نظام بنایا ہے اس کا تمام تر تعلق صرف اپنے ذات کے ساتھ رکھا ہے۔ کسی شیء کیلئے کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ اور نہ اس علم کا انسان کو مکلّف بنایا گیا ہے۔ اس کا مکمل تعلق ذات باری تعالی سے ہے البتہ اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو عقل وشعور اور ادراک وتمیز فرمائے ہیں۔ تو اس عطاء اور بخشش کے بعد اس کو یونہی بیکار اور معطل نہیں چھوڑا بلکہ اشیاء کے حسین وقبیح اور اپنی مرضیات اور نامرضیات کی معرفت کی طاقت کو مرحمت فرمایا ہے۔ اور اجتماعی زندگی کو خوشگوار، پُرامن بنانے کیلئے اور اجتماعی مسلک میں منسلک کرنے کیلئے ایک بہترین اور جامع نظام عطاء فرمایا ہے۔ اور اس میں اچھے اور بُرے دونوں راہوں کے نتیجہ کا بھی اعلان کیا ہے۔ اور اسی نظام کو حضور پاک ﷺ نے بذات خود نافذ کر کے اپنے امت کو سمجھایا کہ انسان اگر ترقی وکامرانی کے راستہ پر گامزن ہوسکتا ہے تو صرف اور صرف نظام خداوندی کے نفاذ کے ذریعے ہوسکتا ہے۔

سورۃ البلد میں ارشاد باری تعالی ہے ولسانا وشفتین وھدینٰہ النجدین (سورۃ البلد **10,9**)

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ) ترجمہ: اور زبان اور دو ہونٹ۔ اور دکھلا دیں ان کو دو گھاٹیاں۔

اور یہ نظام جس کا اسلام درس دیتا ہے اس نظام کا نام تشریعی نظام ہے۔ اور کائنات میں پہلے انسان کے ساتھ ساتھ یہ نظام تشریعی پر حاوی ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور جملہ رسل حضرات کے ذریعے برابر دنیا انسانی پر کارفرما ہے اور اس کے کامیابی وکامرانی کا ضامن اور کفیل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پس یہی وہ نظام ہے جس کا انسان مکلف ہے اور اسی کے امتثال کیلئے وہ مامور ہے اور یہ وہ نظام ہے کہ جب حد کمال کو پہنچا تو قرآن مجید کی شکل میں جلوہ افروز ہوا۔ اس کلام میں اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ایک نظام تکوین ہے اور ایک نظام تشریع ہے تو درجات معیشت میں تفاوت یہ نظام تکوین ہے اور اس پر بحث انسان کے شان سے بالاتر ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالی نے نظام عالم کو چلانے کیلئے درجات میں جو تفاوت ہے اور اونچ نیچ ہے اس کو ختم کر کے مساوات کی سوچ قرآنی احکامات سے بغاوت ہے۔

لیکن حق معیشت کہ تمام انسانوں کو بنیادی ضروریات کی سہولیات مہیا ہوں اس نظام کو نظام تشریع کہتے ہیں اور اسی کو قائم کرنا عین احکام خداوندی کے مطابق ہے۔ کیونکہ انسانیت کے درجات میں جو تفاوت ہے وہ اس حد تک بھی نہیں جو اشتمالیت اور سرمایہ دارانہ نظام (کمیونزم) کا نعرہ ہے۔ کہ سارے دولت و متاع کو چند افراد سمیٹ کر باقی افراد غربت و افلاس کی چکی میں پیس کر زندگی گزارے۔ بلکہ اس کے بارے میں اسلام کا یہ تعلیم ہے کہ بنیادی معاشی ضروریات ہر انسان کو مہیا ہو جائے۔

اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ درجات میں جو تفاوت ہے وہ جماعت کے دوسرے افراد کو محروم المعیشت نہیں بناتے اور ذاتی اعراض کی خاطر معاشی دستبرد کیلئے نہیں۔ اور جو ایسا کرتا ہے وہ خداوند کریم کی عطاء کردہ نعمتوں کی اور س طرح ''عطاء ثروت'' کی صریح انکار کرتا ہے۔ بلکہ انفرادی ملکیت کے باوجود وہ یہ رکھے کہ وہ جس قدر زیادہ کمائیگا، اسی قدر اس کی دولت پر اجتماعی حقوق زیادہ عائد ہوں گے۔ اسلئے وہ صرف اپنے لئے نہیں کماتا، بلکہ دوسرے حضرات کی ضروریات پورا کرنے کی خاطر بھی کماتا ہے۔ اس وجہ سے حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغۃ میں باب ابتغاء الرزق کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں کہ: ان اللہ تعالی لما خلق الخلق وجعل معايشهم فى الأرض و أباح لهم الانتفاع بما فيها و قعت بينهم المشاحة و المشاجرة فكان حكم الله عند ذلك ترجيم أن يزاحم الانسان صاحبه فيما اختص به لسبق يده إليه أو يد مورثه أو لوجه من الوجوه المعتبرة عندهم إلا بمبادلة أو تراض معتمد على علم من غير تدليس و ركوب غررا و أيضا لما كان الناس مدنيين بالطبع لا تستقيم معايشهم إلا بتعاون بينهم نزل القضاء بايجاب التعاون و أن لا يخلو أحد منهم مما له دخل فى التمدن إلا عند حاجة لا يجد منها بُدًا و أيضا فاضل السبب حيازة الأموال المباحة كالتناسل بالرعى و الزراعة باصطلاح الأرض وسقى الماء (حجة الله البالغة باب ابتغاء الرزق ص75-77 مكتبه رشيديه كوئٹه)

اور اس کا ترجمہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اس طرح فرماتے ہیں: واضح رہے کہ جب اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی روزی زمین میں مقرر کردی اور زمین کی چیزوں سے ان کیلئے نفع حاصل کرنا مباح کیا اواس میں حرص اور نزاع واقع ہوا اس وقت اللہ تعالی کا یہ حکم ہوا کہ کسی شخص کا دوسرے شخص سے اس چیز میں مزاعم ہونا، جو اس کیلئے خاص ہوگئی ہے، حرام ہے یا کسی دوسرے وجہ سے ہو جس کا لوگوں میں اعتبار ہو۔ بجز تبادلہ یا باہمی رضامندی کے۔ کہ ان کی روزی بغیر باہمی تعاون کے واجب ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اور نیز یہ حکم بھی نازل ہوا کہ ان میں سے کوئی شخص اس چیز سے جس کو تمدن میں داخل ہے، بغیر حاجت ضروری کے خالی نہ رہے۔ اور نیز اصل ذریعہ مباحہ کو قبضہ کرنا یا اموال مباحہ کی مدد سے اپنے مخصوص چیز سے نفع حاصل کرنا ہے۔ جیسے چُرا کر مویشی کے نسل کو بڑھانا اور زمین کی اصلاح کر کے اور پانی دے کر کھیتی کرنا۔ (ترجمہ حجۃ اللہ البالغۃ محدث دہلوی مولانا عبدالحقؒ)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے: واللہ فضّل بعضکم علی بعضٍ فی الرزق فما الذین فضّلوا برادی رزقھم علی ما ملکت ایمانھم فھم فیہ سواء أفبنعمۃ اللہ یجحدون (سورۃ النحل 71) شاہ عبدالقادرؒ ترجمہ فرماتے ہیں کہ: اور اللہ تعالی نے بڑائی دی، نہیں پہنچاتے اپنی روزی کو جوان کے ہاتھ کا مال ہے، کہ وہ سب اس میں برابر ہیں۔ کیا اللہ تعالی کے فضل سے منکر ہیں؟ (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ تاج کمپنی لمیٹڈ)

کیونکہ یہاں دولت و سرمایہ کا مقصد زیادہ سے زیادہ نفع بازی نہیں بلکہ انفرادی حاجات و ضروریات کے ساتھ اجتماعی ضروریات کی تکمیل ہے۔ اور دوسری جانب غیر متمول سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ متمول افراد کے تمول کو دیکھ کر اللہ رب العزت کے ساتھ کفران و ناشکری اختیار نہ کرے اور نہ حسد و بغض کو دل میں جگہ دے۔ بلکہ طمانیت قلب کے ساتھ اپنی مختصر فارغ البالی اور خوشحالی پر شاکر رہے۔ اور یا پھر عملی جدوجہد میں آگے بڑھ کر اپنے استعداد کے مطابق ان تمام حقوق معیشت سے متمتع ہو اور غنا دولت حاصل کرے۔ جن کو تمام مخلوق کیلئے عام اور مساوی کر دیا ہے اور دوسرے افراد اور ان کی ذمہ داری کو اپنے حاصل کردہ مال پر اسی طرح عائد کرے، جس طرح قانون اسلامی نے ایک دوسرے پر عائد کئے ہیں۔

موجودہ دور میں چونکہ نفاذ شریعت خداوندی کا مکمل طور پر نفاذ نہ ہونے کی وجہ سے انسانوں کو بنیادی حقوق جو حق معیشت کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں، نہیں مل رہے ہیں۔ اور مذہب اسلام کو تو بعض ظالموں نے صرف عبادات تک محدود کیا ہے اور فخر سے نئے تہذیب یافتہ یہ جملے ایک سانس سے اداء کرتے ہیں کہ اسلام ہمارا مذہب ہے۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے۔ اور اشتراکی نظام (سوشلزم) ہماری معیشت ہے۔

اس واسطے اس بات کی پہچان ضروری ہے کہ مذہب اسلام حق معیشت کے حد تک نظام تشریع پر بحث کرتا ہے۔ جبکہ اشتراکیت نظام تکوین اور درجات معیشت پر بحث کرتا ہے۔ اسلئے اس بات کو بھی ملحوظ نظر رکھنا چاہئے کہ سرمایہ دارانہ نظام کی طرح اشتراکیت اسلام کا دشمن نظام ہے یا کمی بیشی ہے اور اس بات کو اشتراکیت کی تعارف کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں کہ اشتراکیت کس دور کی پیداوار ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

© rasailojaraid.com